



سوال نمبر 1

خلاصہ

”اور کوٹ“

مصنف کا نام: غلام عباس

جنوری کی ایک شام کو ایک خوش پوش نوجوان ڈیوس روڈ سے گزر کر مال روڈ پہنچا اور چیئرنگ کر اس کی طرف صٹر گشت کرتے ہوئے چلے گا۔ وہ بڑا فیش ایبل دکھائی دے رہا تھا، جسم پر بادامی رنگ کا اور کوٹ تھا۔ ایک ہاتھ اور کوٹ کی جیب میں اور دوسرا ہاتھ میں چھوٹی سے چھری تھی۔ چلنے چلنے اس نے رومال نکال کر بڑی نفاست سے چہرہ صاف کیا اور قریب کھاس پر کھینے والے پچھلے کو دیکھنے لگا۔ ٹھوڑی دیر بعد وہ پچھلے سے جیلے گئے۔

مال روڈ پر آنے جانے والے لوگوں کی کافی بھیڑ تھی جس میں سب شامل تھے۔ مگر نوجوان نے جو اور کوٹ پہنا ہوا تھا اس کا پڑا ہوا مگر بڑھیا تھا۔ وہ سی ماہر درزی نے سلا ہوا تھا۔ وہ ایک بیچ پر بیٹھ گیا اور آنے جانے والے لوگوں کو دیکھنے لگا۔



اُس نوجوان نے سگریٹ خرید لیا اور اُسے اُسے سگریٹ کش کرنے لگا۔ اس کے بعد وہ ایک پوئل رکا تھا۔
۲ آرکسٹرا انج رہا تھا بھرے ایک بک شال پور قابیل
فروش کے پاس لگا۔

شام سے اب تک کوئی جیرہ اس کی طرف متوجہ
نہیں کر سکا۔ اب وہ پاٹی کوڑے کے سامنے سڑک عبور کر رہا تھا
کے پیچھے سے ایک اینٹوں والی لاری آئی اور اسے پچھتے ہوئے
نکل گئی۔ نوجوان سڑک پر زخمی حالت میں ٹرنے لگا۔
کچھ لوگوں نے اُسے ایک گاڑی میں ڈال کر صیو سپتال لے لیا دیا
اُس کو اپریشن روم میں لے کر جایا گیا۔ یاد اچی رنگ کا
اور کوڑے ابھی بھی اُس کے جسم پر تھا اور ٹانگوں میں سے
خون بڑی مقدار میں بہہ رہا تھا۔

اپریشن روم میں جب اُس کا لباس اتارا گیا
تو نرس حیران تھی کیوں کہ نوجوان تھیں سے محروم تھا۔
اور کوڑے کے نیچے ایک جیٹا پرنا سویڈ اور خستہ حال بنیان تھی
پٹلوں کا بھی وہی حال تھا۔ پاؤں میں ایک جیس جبرائیل نہ تھیں
اور اتنی پرانی تھی کہ ان میں سے اُس کے پاؤں دکھائی دے
رہے تھے۔ افسوس کہ بیدار تھڑی حو حادثے میں کم ہو گئی
تھی، اُس فہرست میں شامل نہ تھی۔

سوال نمبر 2

معاذ نگاری

”استاد کا احترام“

(دوست اپنی جماعت میں جو گفتگو ہیں)

عامر: السلام علیکم! حسن بھائی کیسے ہیں آپ؟

حسن: اللہ کا شکر! میں ٹھیک ٹھاک ہوں۔

عامر: کیسے بڑھائی کی جارہی ہے

حسن: بس یاد خود بھی محنت کر رہا ہوں اور استاد وغیرہ تو

مرد کے لیے ہیں یہی

عامر: اچھا ایسا ہے؟ میرے تو حالات کچھ اور ہی لگتے ہیں۔

حسن: ارے باادب! بالضرب ہوتا ہے۔ ”بھل“ بھل، ہمیشہ جھکی بیوٹی

ہٹی پر لگتا ہے۔ اگر ہم محنت سے بڑھائی کرے گا تو استاد

بھی خوش ہو کر علم کا خزانہ بانٹیں گے۔

عامر: بالکل بے ادب ہے نصیب ہوتا ہے۔ ”مگر یہاں تو کوشش

کرنے کے بعد بھی کچھ تبدیل نہیں ہوتا نہ ہی میرے

اجھے مہر آئے۔

حسن: دراصل روچار بھل کی بے ادبی کی وجہ سے استاد ناراض رہتے ہیں جس کی وجہ سے یوپی جماعت متاثر ہوتی ہے۔
عامر: یہ تو اتنا عظیم پیشہ ہے کہ خود آپ نے اس پر فخر فرمایا ہے تو ہمیں استاد کے احترام کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔

حسن: کسی شاعر نے خوب کہا ہے،
شیخ مکتب ہے ایک عمارت گہر،
انسانی حسن کی صنعت ہے ایک روح انسانی

عامر: بالکل یہ سب کام استاد ہی سر بخار دیتے ہیں اساتذہ نسلوں کو سنوارتے ہیں

حسن: یورپ میں تو گھر استاد کو رٹ میں چلا جائے تو جج بھی احترام سے کھڑا ہو جاتا ہے

عامر: بالکل استاد وہ سیڑی ہے تو بلند یوں میں پہنچنے کی میں صوری ہے

حسن: میں تو پندرہ سال اقل یا دو مڑا ہوں اور اس میں میرے اساتذہ کا بڑا ہاتھ ہے۔ تم جی انہیں جماعت کے بچوں کو سمجھانے کی کوشش کرو تاکہ سب کا مستقل نفع جائے

عامر: یاں دوست تم ٹھیک کہہ رہے ہو میں غور کوشش کروں گا۔ اچھا تو گھٹی بج چکی ہے استاد کے آنے سے پہلے جماعت، صبر، انتظار

حسن: بالکل ان کے حضور خاموشی سے بیٹھنا چاہیے۔ بہرے

سے اچھی گفتگو رہی

عاصم: انا آپ کو کامیاب کرے اور شکریہ ادا
حسن: آمین۔ آپ کو بھی۔